



## سوال

(46) ایک مسجد کو اگر دوسری جگہ پر مسجد تعمیر کرنا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسجد واقع بڑھی ٹولہ قریب اسٹیشن ریلوے مظفر پور ایک مدت دراز سے قائم ہے۔ اب سرکار چاہتی ہے کہ برضامندی اہل اسلام مسجد مذکور کو توڑ کر سڑک ریلوے درست کرے اور معاوضہ میں اس کے عیسیٰ مسجد مسلمانان جس قدر خرچ سے جہاں کہیں تعمیر کرانا چاہیں گے، سرکار بنوادے گی اور بصورت نہ راضی ہونے مسلمانوں کے وہ مسجد حسب دفعہ ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۰ء بصورت سرکار توڑ دی جائے گی۔ پس ایسی مجبوری میں شریعت سے جو حکم ہو، صاف صاف بحوالہ کتب و صفحہ و سطر وغیرہ کے تحریر فرمائیے۔ مینوا تو جروا۔ فقط المستفتی: مولوی محمد عبدالجلیل محمدی مظفر پوری

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ازروئے قانون وقف مذہب اسلام مسجد ملک خدا کی ہے، کسی شخص کی جائداد نہیں ہے۔ ہر مسلمان اس میں خدا کی عبادت بجالانے کا یکساں استحقاق رکھتا ہے، نہ اس کو کوئی توڑنے کی اجازت دے سکتا ہے نہ اس کا معاوضہ لینے کا کوئی مجاز ہے۔ "من بنی مسجد لم یزل ملکہ عنہ حتی یفرزہ عن ملکہ بطریقہ، ویأذن بالصلاة فیہ، أما الإفران فلا نہ لا یمخلص تعالیٰ الیہ، کذانی الہدایۃ" (فتاویٰ عالمگیریہ ج ۱ ص ۵۳۵/۲، سطر: ۱۵) [جس نے مسجد بنائی تو اس وقت تک اس کی ملکیت ختم نہیں ہوگی، جب تک وہ ایک طریقے سے اس کو اپنی ملکیت سے الگ نہ کر دے اور نماز کی اجازت دے۔ ملکیت سے الگ کرنا اس لیے ضروری ہے کہ صرف اسی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص ہو سکتا ہے]

"فی وقف الخصاص: إذا جعل أرضه مسجداً أو بناه وأشهد أن لا إله إلا الله وبيعه فهو شرط باطل، ویكون مسجداً، كما لو بنی مسجد الاصل محلتہ، وقال: جعلت هذا المسجد لأصل هذه المحلة خاصة، كان لغیر أهل تلك المحلة أن یصلی فیہ، هكذا فی الذخیرة" (فتاویٰ عالمگیریہ، طبع کلکتہ: ۵۳۷/۲، سطر: ۱۹)

[اگر وہ اپنی زمین کو مسجد کے لیے دے اور اسے تعمیر کرے اور گواہی دے کہ وہ اس کو ختم کر سکتا اور بیچ سکتا ہے تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہی رہے گی، جیسا کہ اگر وہ ایک محلے والوں کے لیے مسجد بنانے اور لکے کہ میں نے یہ مسجد صرف اس محلے والوں کے لیے بنائی ہے تو اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں]

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: أصاب عمر بن الخطاب أرضاً، فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: أصبت أرضاً، لم أصب مالا قط أنفص منه، فکیف تأمرنی بہ؟ قال: ((إن شئت جئت أصلها، وتصدقت بها)) فتصدق عمر آنه لایباع أصلها، ولا یؤوب، ولا یورث فی الفقراء، والقربی والرقاب، وفی سبیل اللہ والضعیف وابن السبیل، لا جناح علی من ویبعا أن یأکل منها بالمعروف أو یطعم صدیقاً غیر متمول فیہ۔ (بخاری شریف، طبع مصر: ۱۳/۲، سطر: ۱۳) [1]



[سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: مجھے ایک زمین ملی ہے کہ اس سے عمدہ مال مجھے اب تک کبھی نہیں ملا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اس (کی آمدنی) صدقہ کر دو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا کہ اس کی اصل فروخت اور ہبہ نہ کی جائے اور نہ وراثت ہی میں تقسیم ہو۔ وہ فقرا، قرابت داروں، غلام آزاد کرانے، راہ خدا میں، مہمانوں اور مسافروں میں تقسیم کی جائے۔ اس کے نگران پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ خود اس میں سے لچھے طریقے سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے، لیکن مال جمع کرنے والا نہ ہو]

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث (۲۶۱۳)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## مجموعہ فتاویٰ عبد اللہ غازی پوری

کتاب الصلاة، صفحہ: 106

محدث فتاویٰ